OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

عہدِ نبوی میں ترقی پسندانہ سماجی اقدامات کا عصری تطبیقی مطالعہ

A Contemporary Applied Study of Progressive Social Measures in the Prophetic Era

Dr. Asjad Ali

Assistant Professor, Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Sialkot

Dr. Abdul Aleem

Assistant Professor, Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Sialkot

Abstract

Before the Prophetic era (ﷺ), not only Arab society but the entire world was engulfed in darkness. However, after the Prophet's (ﷺ) arrival, the enlightened teachings of Islam replaced this deep darkness with light. The Prophet (ﷺ) guided the people of Arabia towards such social progress that within a few years, the region of Hejaz attained the honor of leadership for the entire world and became a source of blessings for all.

This paper will include the measures taken by the Prophet (ﷺ) to achieve this transformation, such as granting dignity to women who were previously dishonored, freeing slaves, guiding businesspeople towards prosperity through charity, assisting the needy through a structured system of *Bait-ul-Mal* (public treasury), transforming generational enmities into bonds of brotherhood, beautifying society

CC BY

through moral teachings, and cleansing both outward and inward impurities by prohibiting wrongdoing.

Additionally, a contemporary application of these timeless measures will be discussed to address modern-day social decline and moral degradation. The paper will explore how Prophetic measures can be applied to resolve present-day issues, such as challenges to modern family values, intellectual and practical corruptions, and deteriorating interpersonal relationships, providing a framework for their reform.

Keywords: Prophetic Era(SAW), Social Measures, Ethical Teachings, Intellectual and Practical, Religion of Islam, Deficiencies / Corruptions, Public Treasury (Bait-ul-Mal)

تعارف

دنیا میں سماجی نظام کا آغاز مرد و عورت کے باہمی تعلقات سے ہوا جس کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے "۔ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ ۔[1] (اے لوگو یقیناً ہم نے تمہیں ایک مذکر اور مونث سے پیدا کیا)" سماج سے جُڑے افراد ہمیشہ اس بات کے خواہش مند ہوتے ہیں کہ انہیں زندگی میں ہر طرح کی نعمت میسر ہو اور ان کی زندگی خوشیوں سے بھری ہو لیکن ایسا ممکن نہیں ہوتا اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہر انسان اپنے لیے تو ہر طرح کی بھلائی کا خواہش مند ہوتا ہے لیکن سماج میں رہنے والے دوسرے افراد کے متعلق ایسی سوچ نہیں رکھتا جس کے نتیجہ میں یہ خود بھی ان بھلائیوں سے محروم رہتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل عرب معاشرہ اسی وجہ سے افراتفری اور اخلاقی پستیوں کا شکار تھا کہ ان کے دلوں میں دوسروں کے لیے ہمدردی نہ تھی۔ لہذا آپ ﷺ نے سماج میں امن وامان اور ذہنی و قلبی سکون کے لیے ایسے اقدامات کیے کہ چند سالوں میں ہی پورا سماج اس کے ثمرات سے مستفید ہونا شروع ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سماجی اصلاحات کے لیے جو اقدامات اٹھائے وہ درج ذیل:

1۔ مساوات کی بنیاد پر اخلاقی برائیوں کا خاتمہ:

نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل پورا سماج رنگ و نسل اور ذات پات میں تقسیم تھا ہر برادری اور قبیلے کا بااثر فرد اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھتا تھا غریب کا کام بس یہی تھا کہ وہ بڑے قبائل کی غلامی میں زندگی بسر کرے اور کبھی بھی بڑے لوگوں کی برابری کی کوشش نہ کرے جس کی وجہ سے سماج میں ایک دوسرے سے محبت و ہمدردی اور دوسرے کی عزت کا احساس ختم ہو چکا تھا۔ لیکن دینِ اسلام نے بتایا کے قبائل اور ذات پات کی بنیاد پر کوئی کسی سے افضل نہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں افضلیت ایک

غریب کو بھی حاصل ہو سکتی ہے اگر وہ متقی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:" إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ۔[2] (بے شک تم میں سب سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے)"اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" يا أَيُّها الناسُ إنَّ ربَّكمْ واحِدٌ ألا لا فضلَ لِعربِيٍّ على عَجَمِيٍّ ولا لِعجَمِيٍّ على عربِيٍّ ولا لأحمرَ على أسْودَ ولا لأسودَ على أحمرَ إلَّا بالتَّقوَى إنَّ أكرَمكمْ عند اللهِ أتْقاكُمْ۔[3] (اے لوگو! بلاشبہ تم سب کا ربّ ایک اور باپ بھی ایک ہے۔ تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو، اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔ سن رکھو! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، نہ ہی کسی گورے کو کالے پر اور نہ ہی کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل ہے۔ فضیلت اگر ہو سکتی ہے تو صرف تقویٰ کی بنا پر ہو سکتی ہے)"نبی کریم ﷺ کی ان نصیحتوں کا نتیجہ یہ نکلا کے سماج میں رہنے والے تمام افراد فطری طور پر ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے زندگی گزارنے لگے اور ہر چھوٹے بڑے کی عزت بطور انسان پروان چڑھنے لگی۔

2۔ حقوق العباد سے رشتوں اور تعلقات کی مضبوطی:

نبی کریم ﷺ نے سماج میں امن وامان اور خوشحالی کے لیے بندوں کے بندوں پر حقوق کی ادائیگی کو یقینی بنایا۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

ا۔ اولاد کو حق زندگی دینا:

اہل عرب جہاں دیگر اخلاقی برائیوں میں مبتلا تھے وہاں اپنے نومولد بچوں کو قتل کرنے جیسے قبیح فعل میں بھی ملوث تھے چنانچہ آپ ﷺ نے سماج کو اس بات کا درس دیا کہ رزق کی کمی کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے فرمایا:" وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ۔[4] (یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائیں گے۔)" قرآن کریم میں ان کے اس فعل کو حرام قرار دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا کہ تمہارے اور ان کے رزق کا مالک اللہ کی ذات ہے۔[5]

۲۔ والدین سے حسن سلوک:

حضور نبی کریم ﷺ نے سماج میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کو اللہ کا محبوب ترین عمل قرار دیا جب سیدنا ابن مسعودؓ نے پوچھا کہ اللہ کے ہاں محبوب ترین عمل کونسا ہے؟ جس کے جواب میں دوسرے نمبر پر آپ ﷺ نے فرمایا:" و بِرُّ الوالدِيْنِ۔[6] (والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا)" جبکہ شرک کے بعد والدین کی نافرمانی کو کبیرہ گناہ قرار دیا فرمایا:" وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ۔[7] (والدین کی نافرمانی)"

۳۔ ہمسائیوں کو ہمسائیگی کا حق دینا:

سماج میں جن لوگوں سے سب سے زیادہ واسطہ پڑتا ہے وہ ہمسایہ ہے چاہے وہ رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار اسلام سے قبل سماج میں لوگ ہمسائے کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے تھے لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے ہمسائیوں کے حقوق کو اس طرح بیان کیا کہ لوگ اس معاملہ میں بہت زیادہ محتاط ہو گئے آپ ﷺ نے فرمایا:" مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ

سَيُوَرِّثُهُ۔[8] (مجھے جبرائیل علیہ السلام پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ اسے وارث بنادیں گے)"

۴۔صلہ رحمی کا حکم:

اسلام میں رشتہ داری کو بڑی اہمیت حاصل ہے جب خونی رشتے مضبوط ہوتے ہیں تو اس سے اونچ نیچ اور حسد و نفرت کا خاتمہ ہوتا ہے اور انسان میں عاجزی پیدا ہوتی ہے اسی لیے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:" لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلَكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا۔[9] (کسی کام کا بدلہ دینا ہی صلہ رحمی نہیں بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے کہ جب اس کے ساتھ صلہ رحمی کو ختم کر دیا جائے وہ پھر بھی صلہ کرے۔)"

۵۔عام مسلمانوں سے اچھا رویہ رکھنے کا حکم:

نبی رحمت ﷺ نے سماج میں سکون اور خوشحالی کے لیے یہ قدم بھی اٹھایا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو زبان اور ہاتھ سے ایذا نہ دے وہی کامل مومن و مسلمان ہے فرمایا:" الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ۔[10] (مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔)"

رسول اللہ ﷺ نے جہاں اولاد، والدین، رشتہ دار اور ہمسائیوں کے حقوق کی بات کی وہاں عام مسلمانوں سے بھی اچھے برتاؤ کی نصیحت فرمائی آپ ﷺ نے دین کی خوبصورتی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:"إن الدينَ النصيحةُ. قالوا: لمَن يا رسولَ اللهِ ؟ قال: للهِ ولكتابِه ولرسولِه ولأئمةِ المسلمين وعامَّتِهم۔[11] (دین خیر خواہی کا نام ہے۔"ہم (صحابہؓ) نے پوچھا: کس کی (خیر خواہی؟) آپ (ﷺ) نے فرمایا: "اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول کی، مسلمانوں کے امیروں کی اور عام مسلمانون کی (خیر خواہی۔)"

۶۔غیر مسلموں کے حقوق کا تعین:

مملکت اسلامیہ میں غیر مسلموں کو وہی حقوق حاصل ہیں جو ایک مسلمان کو جیسے مذہبی آزادی، تعلیم، صحت، حق زندگی وغیرہ آپ ﷺ نے فرمایا:" مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا۔[12] (جو شخص کسی عہد والے کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو تک نہیں پائے گا، حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک پہنچتی ہو گی۔)"

۷۔عورت کے مقام کی بحالی:

سماج میں ایک بہت بڑی برائی عورت کو حقیر و کمتر سمجھا جاتا تھا حتی کہ لڑکی کی پیدائش پہ غمگین ہونا اور پھر اسے زندہ در گور کر دینا عام تھا۔ قرآن نے اسکی تصویر کشی یوں کی:"وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۔[13] (اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کا منہ دن بھر کالا رہتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔ وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے، اس

خوش خبری کی برائی کی وجہ سے جو اسے دی گئی۔ آیا اسے ذلت کے باوجود رکھ لے، یا اسے مٹی میں دبا دے۔ سن لو! برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔)"اس آیت کی تفسیر میں میاں محمد جمیل لکھتے ہیں کہ: عربوں میں کچھ قبائل قبل از اسلام اپنی بیٹیوں کو درج ذیل وجوہات کی بنا پر قتل کرتے تھے۔

1۔ جنگ کے دوران انہیں لڑکیوں کی حفاظت کرنا پڑتی تھی۔

2۔ کچھ قبائل دوسرے کو اپنا داماد بنانے میں عار سمجھتے تھے۔

3۔ خورد و نوش اور دیگر اخراجات کے حوالے سے بیٹوں کے مقابلے میں بیٹیوں کو بوجھ تصور کرتے تھے۔[14]

رسول اللہ ﷺ نے سماج کے اس مذموم فعل کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے بیٹی کی پرورش پر عظیم اجر کی خوشخبری دی تاکہ لوگ عورت کو سماجی حقوق دینے سے پہلے اسے جینے کا حق دیں، فرمایا: "مَنِ ابْتُلِيَ بِشَيْءٍ مِنَ الْبَنَاتِ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ ۔[15] (جو شخص لڑکیوں کی پرورش سے دوچار ہو، پھر ان کی پرورش سے آنے والی مصیبتوں پر صبر کرے تو یہ سب لڑکیاں اس کے لیے جہنم سے آڑ بنیں گی۔)"اس حدیث مبارکہ میں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے خوشخبری سنائی ہے، جو بیٹی کو عزت و تکریم سمجھتے ہوئے بغیر کسی عار کے رحمت سمجھتا ہے اور انکی بہترین پرورش کرتا ہے اور اس میں زمانہ جاہلیت کی ایک جاہلانہ رسم کو توڑنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے۔

۸۔ عورت کا حق وراثت بحال کرنا:

سماج میں یہ کام عام تھا کہ اگر کسی کا شوہر بیوی چھوڑ کر فوت ہو جاتا تو اس گھر کے مرد عورت کو جائیداد میں حصہ دینے کی بجائے عورت کو اپنی جائیداد بنا لیتے۔ اسکے نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے ساتھ شادی کر لیتے، یا پھر زبردستی کسی دوسرے کے ساتھ شادی کروا دیتے کبھی کبھار تو بغیر شادی کے تنہا زندگی گزارنے پہ مجبور کر دیا جاتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے سماجی تحفظ اور باعزت زندگی کے لیے وراثت میں حقدار بنا دیا۔ جیسا اللہ سبحانہ و تعالی کا ارشاد ہے: "لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۔[16] (مردوں کے لیے اس میں سے ایک حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں اور عورتوں کے لیے بھی اس میں سے ایک حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں، اس میں سے جو اس (مال) سے تھوڑا ہو یا بہت، اس حال میں کہ مقرر کیا ہوا حصہ ہے۔)"

۹۔ بیوی کی حیثیت کو بحال کرنا:

زمانہ جاہلیت میں بیوی کو کوئی مقام حاصل نہیں تھا اسکو اس قدر حقیر سمجھا جاتا رہا کہ اسکی کوئی پہچان اور کوئی اپنی مقامی حیثیت نہ تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کے مقام اور اسکے حسن کو بیان کر کے مرد کی نظر میں بیوی کو سب سے پسندیدہ شے بنا دیا تاکہ وہ اپنی بیوی کو عزت و محبت دے سکے۔ اور نیک عورت کو دنیا کا بہترین سرمایہ قرار دیتے ہوئے فرمایا: "الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ ۔[17] (دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔)"اس حدیث میں نیک

عورت کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے تاکہ لوگ بیوی کے مقام کو پہچان کر اس کو وہ عزت و تکریم دے سکیں جو اسلام نے عورت کا حق رکھا ہے۔ مزید عربوں کی معاشرتی برائی کے خاتمے کے لیے ترغیب بھی ہے۔ کہ وہ حرام تعلقات بنانے کی بجائے حلال کی عزت کو محسوس کر سکیں۔

بیوی کو مزید سماجی حقوق دیتے ہوئے پر زور تاکید کی کہ اسکے نان ونفقہ کا بھی خیال رکھنا مرد کی ذمہ داری قرار دیا۔ جیسا کہ معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے بیوی کے حقوق کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ۔[18] (جب تو کھائے تو اسے کھلائے، جب تو پہنے تو اسے پہنائے۔)“

یعنی صرف اپنے پہننے اور کھانے پینے کا ہی خیال نہ ہو بلکہ جو عورت اس کے نکاح میں آچکی ہے اس کی بھی ضروریات کو پورا کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔

۱۰۔ صدقہ وخیرات کی ترغیب دینا:

سماج میں تعلقات کی مضبوطی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ آپ اپنی کمائی میں سے مستحق اور ضرورت مند لوگوں کی مدد کریں اس سے آپ کے مال میں کمی نہیں آئے گی بلکہ اللہ اس میں خیر و برکت پیدا کر دیں گے رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ”مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ۔[19] (صدقے نے مال میں کبھی کوئی کمی نہیں کی اور معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کو عزت ہی میں بڑھاتا ہے اور کوئی شخص (صرف اور صرف) اللہ کی خاطر تواضع (انکسار) اختیار نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اس کا مقام بلند کر دیتا ہے۔) اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جب ہر انسان کو اس کا بنیادی حق مل جاتا ہے تو اس کے دل میں حسد و نفرت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور صدقہ و خیرات کرنے والے کی دل و جان سے عزت کرتا ہے اسی طرح صدقہ کرنے والا بھی تکبر و غرور سے بچا رہتا ہے کہ اس نے جو بھی خرچ کیا ہے وہ اللہ کے دیے ہوئے میں سے ہی خرچ کیا اس کا نہ صرف مجھے اجر ملے گا بلکہ اللہ میرے مال میں خیر و برکت بھی پیدا کر دے گا۔

۱۱۔ غلاموں کے حقوق کی ادئیگی اور آزادی کی ترغیب:

نبوی سماج میں جہاں آزاد لوگوں کے حقوق کا ذکر ہوا وہاں غلاموں کے حقوق کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ” إخوانُكم جعلَهمُ اللَّهُ فتيةً تحتَ أيديكم فمن كانَ أخوهُ تحتَ يدِهِ فليطعمْهُ من طعامِهِ وليلبسْهُ من لباسِهِ ولاَ يُكلِّفْهُ ما يغلبُهُ فإن كلَّفَهُ ما يغلبُهُ فليعنْهُ۔[20] (تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے زیر دست کر دیا ہے، لہٰذا جس کے تحت میں اس کا بھائی (خادم) ہو، وہ اسے اپنے کھانے میں سے کھلائے، اپنے کپڑوں میں سے پہنائے اور اسے کسی ایسے کام کا مکلف نہ بنائے جو اسے عاجز کر دے، اور اگر اسے کسی ایسے کام کا مکلف بناتا ہے، جو اسے عاجز کر دے تو اس کی مدد کرے۔)“ اسی طرح ان کو آزاد کروانے کی بھی ترغیب دی فرمایا: ” مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً، أَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ إِرْبٍ مِنْهَا إِرْبًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ۔[21] (جس نے کسی مومن گردن (مومن غلام جس کی گردن میں غلامی کا طوق تھا) کو

آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اس (آزاد کیے جانے والے) کے ہر عضو کے بدلے اس (آزاد کرنے والے) کا وہی عضو آگ سے آزاد فرمائے گا)"

3-سماجی تحفظ

سماج افراد سے وجود میں آتا ہے اور افراد کی جان مال اور آبرو کا تحفظ اس کے وجود اور بقاء کے لئے لازم ہے۔ قومیں کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر لیں، سب سے بڑی ترقی یہ ہے کہ افراد کو جینے کا مکمل حق حاصل ہو اور ہر انسان اپنے دائرہ میں رہتے ہوئے پرسکون زندگی بسر کرے یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سماجی تحفظ کے لیے ایسے اقدامات کیے کہ نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ ساتھ رہنے والے غیر مسلموں کو بھی مکمل تحفظ فراہم کیا۔ تاریخ گواہ ہے جو حقوق اسلام نے دیے باقی ادیان آج تک وہ دینے سے قاصر ہیں۔

ا۔مال وجان کی حفاظت:

کسی بھی سماج میں امن وامان تبھی قائم ہو سکتا ہے جس وقت اس میں بسنے والے لوگوں کے مال وجان محفوظ ہوں گے، وہ سماج کبھی بھی مثالی سماج نہیں بن سکتا جہاں لوٹ مار اور قتل وغارت کا ماحول ہو یہی وجہ تھی کے نبی کریم ﷺ نے سماج میں امن وامان کی بحالی کے لیے لوگوں کے مال وجان کو محفوظ بنانے کا حکم دیا کہ:"إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ, كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا ۔[22] (اے لوگو! تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جیسے اس ذی الحج کے ماہ میں اس حج کے دن کی تمہارے اس شہر میں۔)"کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو ناجائز قتل کرے اور حتی کہ کسی کی عزت اچھالنے کی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ مسلمان کی جان و عزت کو بالکل ایسے محترم قرار دیا گیا جیسے حرم کعبہ کو محترم قرار دیا جاتا ہے۔ انسانی زندگی کو اتنا محترم بنایا کہ ایک انسان کا قتل ساری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:"مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ۔[23] (جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے کے بغیر یا زمین میں فساد (روکنے) کے علاوہ قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔)" ایک انسان کا قتل صرف اس ایک انسان کا ہی قتل نہیں بلکہ ایک انسان کی حرمت کو پامال کرنا گویا پوری انسانیت کی حرمت کی دھجیاں اڑانا ہے۔ اسی ضمن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اقدامات اٹھاتے ہوئے ایک مومن کی حرمت کو کعبہ کی حرمت سے بھی زیادہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے یہ فرماتے سنا کہ:" مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا ۔[24] (تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کے جان ومال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا

چاہیئے)''آپ ﷺ کے نزدیک انسانیت کی جو اہمیت تھی اسکا اندازہ ہمیں اس خوبصورت کلام سے ہوتا ہے کہ کعبہ کی اتنی صفات گنوا کر اسے کہا اے کعبہ انسان کی عظمت تجھ سے بھی زیادہ ہے۔

۲۔ مومن کی عزت و آبرو کا تحفظ:

مومن کی عزت و آبرو کو بڑا عزیز رکھا گیا۔ مال و جان کی مکمل حفاظت کے ساتھ ساتھ کسی کو اتنی بھی اجازت نہ دی کہ وہ زبان سے کسی کو تکلیف دے سکے۔ ایک دوسرے کے لیے محبت اور عزت پہ مبنی الفاظ کے لیے لوگوں کو ترغیب دی۔ حسن خلق کو ترازو کا وزنی عمل قرار دے کر اس بات کا شوق دلایا کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ عزت و محبت سے رہ سکیں۔ جس شخص کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان سالم و محفوظ رہیں اسکو کامل ایمان والا قرار دیتے ہوئے فرمایا:''اَلمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ،۔[25](مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔)''مومن کو لعن طعن کرنے، برا بھلا کہنے، گالم گلوچ کرنے اور برے القابات دینے والے سے سخت نفرت کی گئی ہے۔ یہ ساری تکالیف زبان کی وجہ سے ہم دوسروں کو پہنچاتے ہیں جس میں مقصد دوسروں کو نیچا دیکھانا اور عزت کو پامال کرنا ہوتا ہے۔ لڑائی جھگڑا کرنے والے کو شیطان کا عمل قرار دیا اور معاف کر دینے والے کو بہادر قرار دیا تاکہ لوگ بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کی آبرو کا خیال رکھیں۔

۳۔ مذاق اڑانے اور ایذا دینے کی ممانعت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسلمان کی دل شکنی کرنا، اس کا مذاق اڑانا، طنز کرنا اور کسی کو بے عزت کرنا گناہ قرار دیا ہے ۔ اور درج بالا کام مسلمان کو ایذا دینے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے کسی مسلمان کو ایذا دینے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے: وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۔[26](وہ لوگ جو ایماندار مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی جرم کے تکلیف دیتے ہیں بے شک انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے ذمے لے لیا۔)''اس آیت سے واضح ہوا کہ کسی کو اذیت و تکلیف دینا اخلاقی و مذہبی اعتبار سے جرم ہے۔ حتیٰ کہ کسی کو نقصان پہنچانے یا مشقت میں ڈالنے کی بھی اجازت نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللهُ عَلَيْهِ۔[27](جو دوسرے کو نقصان پہنچائے اللہ اسے نقصان پہنچائے گا اور جو دوسرے کو تکلیف دے اللہ تعالیٰ اسے تکلیف دے گا)''نبی کریم ﷺ کی یہ حکمت عملی تھی جس نے لوگوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت، ہمدردی اور ایثار کے جذبات کو ابھارا اور مزید یہ کہ آپ ﷺ نے انہیں اس پہ اجر عظیم کی نوید بھی سنائی فرمایا:'' مَن نَفَّسَ عن مؤمنٍ كُرْبَةً من كُرَبِ الدُّنيا نَفَّسَ اللهُ عنه كُرْبَةً من كُرَبِ يومِ القِيَامَة، ومن يَسَّرَ على مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عليه في الدُّنيا والآخرةِ، ومن سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ في الدُّنيا والآخرةِ، واللهُ في عَوْنِ العَبْدِ ما كَانَ العبدُ في عَوْنِ أَخِيهِ۔[28](جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا اور جس شخص نے کسی تنگ دست کے لیے آسانی کی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ

دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے)"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ان باتوں پر عمل پیرا ہونے سے پورے سماج کو خیر وبرکات سے نواز دیا جاتا ہے۔

4۔جاہلانہ رسم ورواج اور برائیوں کا خاتمہ:

کسی بھی سماج میں خرابی کی بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ دینی تعلیمات پر عمل کرنے کی بجائے جاہلانہ رسومات پر عمل کرنا لازم سمجھتے ہیں جبکہ اسلام نے ایسے لوگوں کے لیے بڑی سخت وعید سنائی ہے جو سماج میں جاہلانہ رسم ورواج کی ترویج کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِءٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ۔[29] (اللہ کے ہاں لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ تین طرح کے لوگ ہیں: حرم میں زیادتی کرنے والا، دوسرا جو اسلام میں جاہلیت کی رسوم کا خوگر ہو اور تیسرا وہ جو کسی کا خون ناحق کرنے کے لیے اس کا پیچھا کرے۔)"گو سماج میں جاہلانہ رسم ورواج عام کرنے والا اللہ کے ہاں بدترین اور انتہائی مغضوب ہے۔یہی وجہ تھی کہ عہد نبوی ﷺ میں مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے خوشی وغمی اور دیگر موقعوں پر کی جانے والی تمام خرافات ورسومات کو ترک کر دیا اور اللہ کے اس غضب سے بچ گئے۔

5۔بیک وقت دو بہنوں سے نکاح کا خاتمہ:

نبوی سماج میں ایک ہی وقت میں دو بہنوں سے نکاح کو حرام قرار دیا گیا قرآن نے جہاں ماں بہن، بیٹی، خالہ، پھوپھی، بھانجی اور بھتیجی سے نکاح کو حرام کہا وہاں یہ بھی فرمایا:" وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ۔[30] (اور یہ کہ (حرام ہے تم پر کہ) تم دو بہنوں کو ایک ساتھ رکھو، لیکن جو (قرآن کا حکم آنے سے) پہلے ہو چکا)"ایک ہی نکاح میں دو بہنوں کا ہونا قطع رحمی کی بنیاد ثابت ہو سکتا ہے اس لیے اس عمل سے روک دیا گیا رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ام حبیبہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی بہن سے شادی کرنے کی پیش کش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" إِنَّ ذَلِكِ لاَ يَحِلُّ لِي۔[31] (یہ میرے لیے جائز نہیں)"مزید فرمایا:" فَلاَ تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلاَ أَخَوَاتِكُنَّ۔[32](پس تم میرے لیے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو پیش نہ کیا کرو۔)"آپ ﷺ کی اس بات سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ ایسے تمام اعمال سے سماج کو بچانا چاہتے تھے جن کے سبب اس کا امن وامان خراب ہو اور یہاں ان لوگوں کے لیے بھی پیغام ہے جو سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کے پیغمبر ﷺ عورتوں کے دلدادہ تھے اگر ایسی بات ہوتی تو آپ ﷺ اپنی بیوی کی آفر کو فوراً قبول کر لیتے۔

6۔ماحولیاتی آلودگی

سماج میں ماحولیاتی آلودگی دور جدید کا اہم مسئلہ ہے اور اس وجہ سے کئی مسائل جنم لے رہے ہیں۔سماج میں رہنے والے افراد کو اس بات کا ادراک ہی نہیں کہ ماحولیاتی آلودگی کس قدر ہمیں ذہنی اور جسمانی طور پر نقصان پہنچا رہی ہے دنیا میں کئی ممالک اس پر فکر مند ہیں مگر ملک پاکستان میں اس اہم مسئلہ کی طرف بہت کم دھیان ہے جس کی وجہ سے شہروں میں دن بدن آلودگی بڑھ

رہی ہے۔ جب کے سماج کے اس مسئلے کو بہت پہلے ہی حل کر دیا گیا تھا جس کی مثالیں قرآن مجید اور سیرت النبی میں موجود ہیں، طہارت و پاکیزگی کا خیال رکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ۔[33] (اور اللہ خوب پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔)" دینِ اسلام ذہنی و قلبی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ جسمانی و مقامی پاکیزگی کا بھی خیال رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماحولیاتی آلودگی سے بچاؤ کے لیے سب سے پہلے لوگوں کو ذہنی طور پر تیار کیا اور صفائی کو ایمان کا جزء قرار دیتے ہوئے فرمایا: "الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ ۔[34] (پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔)" اس وقت ماحولیاتی آلودگی عالمی مسئلہ بنتا جارہا ہے۔ سیرت طیبہ سے بات معلوم ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے کو نقصان پہنچانے والے عناصر کے خاتمے کے لیے معاشرے کے تمام افراد کی کاوشوں کو ضروری قرار دیا۔ اور اگر ہر شخص اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ماحولیاتی آلودگی سے نپٹنے کے لیے اقدامات اٹھائے تو کافی حد تک اس سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ بنیادی طور پہ ماحولیاتی آلودگی کی تین اقسام ہیں۔

ا۔ زمینی آلودگی:

زمینی آلودگی گندی نالیوں سے خارج ہونے والے کیمیائی مواد اور گندگی سے پیدا ہوتی ہے۔ دکانوں اور گھروں کے سامنے گندگی کے ڈھیر، شاہراہوں اور گزرگاہوں میں کوڑا کرکٹ، پلاسٹک کے تھیلے اور بوتلیں زمینی آلودگی کا سبب ہیں۔ اس سے انسانیت کو بیشتر نقصانات کا سامنا کرنا پڑرہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماحول کو پاکیزہ رکھنے اور زمینی آلودگی سے بچنے کے لیے متعدد اقدامات اٹھائے ہیں۔ اور سب سے پہلے لوگوں کو گزرگاہوں اور بیٹھنے کی جگہوں پر گندگی نہ پھیلانے کا حکم صادر فرمایا: "اتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ قَالُوا وَمَا اللَّعَّانَانِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ، أَوْ فِي ظِلِّهِمْ ۔[35] (تم دو سخت لعنت والے کاموں سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! سخت لعنت والے وہ دو کام کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو انسان لوگوں کی گزرگاہ میں یا ان کی سایہ دار جگہ میں (جہاں وہ آرام کرتے ہیں) قضائے حاجت کرتا ہے۔)" اسی طرح تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانے کی تاکید فرمایا: "الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ - أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ - شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ ۔[36] (ایمان کے ستر سے اوپر (یا ساٹھ سے اوپر) شعبے (اجزاء) ہیں سب سے افضل جز لاالہ الا اللہ کا اقرار ہے اور سب سے چھوٹا کسی اذیت (دینے والی چیز) کو راستے سے ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کی شاخوں میں سے ایک ہے۔)" اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ رستے میں پڑی چیز مثلاً کوئی پتھر، کیل، چھلکا یا کوئی نوک دار یا پھسلنے والی چیز جس سے لوگوں کو یا انکی سواری کو خطرہ ہو اسے ہٹانا ایمان میں شامل ہے۔

۲۔ آبی آلودگی:

پانی میں نقصان دہ مواد شامل ہونے کی وجہ سے گندا اور ناقابل استعمال ہونے کو آبی آلودگی کہتے ہیں۔ آبی آلودگی کی ایک اہم وجہ صنعتوں سے نکلنے والے کیمیکل ہیں جو کہ نہروں، جھیلوں میں بہائے جاتے ہیں جس سے پانی آلودہ ہوتا ہے اسی طرح کیمیائی کھاد بھی پانی کو آلودہ کرتی ہے جس کی وجہ سے سماج میں آبی آلودگی عام ہورہی ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کو صاف ستھرا اور

استعمال کے قابل بنانے کے لیے اس میں پیشاب کرنے سے بھی منع فرمایا ہے: "نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ۔[37] (آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔)" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ پانی جو کسی بھی صورت میں انسانی یا حیوانی استعمال میں آسکتا ہے اسے ہر طرح کی گندگی اور کیمیکل سے بچانا ضروری ہے۔

۳۔ فضائی آلودگی:

آلودگی کی ایک اور قسم ہوائی آلودگی ہے اور یہ صحت کے لیے نہایت ہی مضر ہے اس آلودگی کی بنیادی وجوہات گاڑیوں اور کارخانوں کا دھواں، راکھ اور گردو غبار ہے جو ہماری ہوا کو آلودہ کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام نے کھیتی باڑی، سایہ اور پھل دار درخت اگانے کا ذکر متعدد بار کیا ہے سورہ واقعہ میں فرمایا: " أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ، أَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ، لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا۔[38] (یہ تو بتاؤ جو تم بوتے ہو کیا اسے تم اگاتے ہو، یا اس کے اگانے والے ہم ہیں، اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا بنادیں۔)" حضور نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اس کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: " مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ۔[39] (جب کوئی مسلمان شجر کاری یا کاشتکاری کرتا ہے، پھر اس میں سے کوئی پرندہ، انسان یا حیوان کھاتا ہے تو اسے صدقہ و خیرات کا ثواب ملتا ہے۔)" ہوائی آلودگی کی روک تھام کے لیے پودے اور جنگلات کا اہم کردار ہوتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شجر کاری کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اس پر اجر کی نوید سنائی۔

7۔ عدل و انصاف کا قیام:

عدل و انصاف کسی بھی سماج یا سلطنت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایک اہم اصول ہے جس کے بغیر کوئی معاشرہ مستحکم نہیں رہ سکتا۔ اس کا تعلق سماج میں بسنے والے لوگوں کی اجتماعی اور انفرادی زندگی دونوں سے ہے۔ جس معاشرے میں عدل کا فقدان ہو، وہاں باصلاحیت اور ہنر مند لوگ ترقی میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ جہاں نااہل کو مال و دولت سے متاثر ہو کر ہر شعبے میں بغیر کسی ہنر و صلاحیت کے اہمیت دی جانے لگے، وہاں قابلیت ہار جاتی ہے اور معاشرے کی باگ ڈور جاہل لوگوں کے ہاتھوں آجاتی ہے۔ عدل و انصاف کا دائرہ کار زندگی کے ہر شعبے میں ناگزیر ہے چنانچہ اس ضمن میں اللہ رب العزت نے فرمایا "إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالعَدلِ۔[40] (بے شک اللہ تم کو عدل کا حکم دیتا ہے۔) اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی بھی معاملے میں عدل ضروری ہے جس کا بنیادی فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ جزا و سزا کا قانون جب امیر و غریب، اعلی و ادنی کے لیے یکساں ہے تو وہ کبھی بھی ظلم و ستم اور ناانصافی کو پسند نہیں کرے گا اور اس طرح برائی کا خاتمہ خود بخود ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے میں امن کی فضا قائم رکھنے اور معاشرے کو امن و سکون کا گہوارہ بنانے کے لئے جو اقدامات اٹھائے ان میں عدل کا کلیدی کردار ہے۔ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے زمانے میں بنی مخزوم قبیلے کی ایک عورت نے چوری کی اور پکڑی گئی تو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا جس پر اس کے خاندان کے لوگوں نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو اس عورت کی سزا معاف کروانے کے لیے حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے پاس بھیجا، حضرت اسامہ بن زیدؓ نے جب

جنابِ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''يَا أُسَامَةُ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلَكُوا بِمِثْلِ هَذَا كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ وَإِنْ سَرَقَ فِيهِمُ الدُّونُ قَطَعُوهُ وَإِنَّهَا لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُهَا ۔[41](اے اسامہ! بنی اسرائیل اس جیسے کاموں کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ جب ان میں سے کوئی بلند مرتبہ شخص چوری کر لیتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کم مرتبہ شخص ان میں چوری کر بیٹھتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے۔ اگر (چوری کرنے والی) محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔)''اس سے واضح ہوا کہ عدل وانصاف کے بغیر معاشرہ کا وجود محفوظ نہیں رہ سکتا۔ عدل وانصاف سے معاشرے میں مظلوم کی نصرت اور ظالم کا قلع قمع کیا جاتا ہے۔ مستحقین کو انصاف مہیا کیا جاتا ہے اور فساد برپا کرنے والوں کو سزائیں دی جاتی ہیں تا کہ معاشرے کے ہر فرد کی جان، مال اور آبرو محفوظ رہ سکے۔ حاکم جب جانبدار ہو کر فیصلے کرنے لگتا ہے، تو لوگ کا حاکم سے اعتبار اٹھنے لگتا ہے۔ رعایا اپنے رہنما سے محبت تبھی کر سکتی ہے جب وہ کسی اعلیٰ وادنی سے متاثر ہوئے بنا حق کا ساتھ دے۔

سماج سے متعلق نبی کریم ﷺ کے اقدامات اور عصری تطبیق

آج اگر سماج میں نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار پھر پورا معاشرہ اخلاقی گراوٹ کا شکار ہے چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ترقی پسندانہ سماجی اقدامات کی بنیاد پر اپنے سماج کی اصلاح کی جائے تا کہ سماج کو ہر طرح کے انتشار اور نقصان سے بچایا جا سکے، ذیل میں سماج سے متعلق رسول اللہ ﷺ کے ترقی پسندانہ اقدامات اور عصری تطبیقات کا ذکر کیا جاتا ہے:

ا۔ سماجی تحفظ سے متعلق نبوی ﷺ تعلیمات اور عصری تطبیق:

عرب معاشرے میں ہر وقت جنگی ماحول کے بادل منڈلاتے رہتے تھے کوئی بھی انسان اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا تھا جس کا بس چلتا وہ دوسرے کو مالی و جانی نقصان پہنچانے سے دریغ نہ کرتا دوسروں کی عزت و آبرو کو پامال کرنے میں فخر محسوس کیا جاتا حقوق اللہ کی پامالی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کے معاملے میں بھی بیزار تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین ﷺ کو نبوت عطاء کی تو آپ ﷺ نے بڑی حکمت کے ساتھ ان برائیوں کا خاتمہ کیا کسی بھی انسان کے ناحق قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا حتیٰ کہ ہتھیار سے اشارہ کرنے سے بھی منع کر دیا تا کہ معاشرے سے خوف کا خاتمہ ہو حقوق العباد سے متعلق ایسی ایسی خوبصورت نصیحتیں فرمائیں کہ لوگوں نے اس کو من وعن قبول کیا جس کے سبب سماج میں عزت واحترام کے رشتے مستحکم ہوئے ۔ اگر ہمارے سماج کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام خرابیاں جو اسلام سے قبل سماج میں موجود تھیں وہ سب ہمارے خون میں شامل ہو چکی ہیں نہ تو کسی کی جان محفوظ ہے اور نہ ہی مال، کسی کی عزت وآبرو کو پامال کرنا تو رواج بن چکا ہے، عزت واحترام کے رشتے دم توڑ چکے ہیں، کوئی بھی کسی کے حق کے لیے آواز اٹھانے کو تیار نہیں کیونکہ جو بھی حق کی آواز اٹھاتا ہے تو اس کی آواز کو ہمیشہ کے لیے دبا دیا جاتا ہے۔ ہم ایک ایسے سماج میں زندگی کی سانسیں لے رہے ہیں جس میں اشرافیا کا راج ہے اور وہ کسی بھی صورت سماج کے کمزور و بے سہارا افراد کو اپنے برابر دیکھنا نہیں چاہتے یہی سوچ عرب کے جاہلی معاشرے کی تھی

جس کی وجہ سے ہر طرف خوف وہراس اور بدامنی کی فضاء پھیلی ہوئی تھی لیکن نبوی تعلیمات کی بدولت وہی سماج امن وامان کی دولت سے مالامال ہو گیا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا سماج بھی نبوی سماج جیسا پر سکون اور خوشحال بن جائے تو اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی اتباع و فرمانبرداری ضروری ہے۔

۲۔ جاہلانہ رسم ورواج سے متعلق تعلیمات نبوی ﷺ اور عصری تطبیق:

نبوی سماج سے قبل بیک وقت دو بہنوں سے نکاح کا رواج تھا لیکن اسلام نے اس سے منع کر دیا حکمت اس میں یہی تھی کہ اس سے آپس کی محبت ختم ہو گی اور قطع تعلقی کو فروغ ملے گا اسی طرح سماج سے اس ناسور کا بھی خاتمہ کیا جس میں نسب متاثر ہو لہذا عورت کے لیے یہ قانون بنا دیا کہ وہ ایک وقت میں صرف ایک ہی مرد کے نکاح میں رہ سکتی ہے اور اگر اسے طلاق ہو جائے یا یہ خود خلع لے لے تو اس کی بھی عدت مقرر کر دی تا کہ نسب محفوظ رہے۔ آج کے سماج میں اعلانیہ طور پر تو دو بہنوں سے نکاح نہیں کیا جاتا لیکن یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ ایک مرد اپنی بیوی کی حقیقی بہن سے ناجائز تعلق قائم کیے ہوئے نظر آتا ہے یا پھر اپنی بیوی کو اس لیے طلاق دے دیتا ہے کہ اسے اس کی بہن پسند آ گئی ہے اور وہ لڑکی بھی اپنی بہن کا آباد گھر اجاڑنے کے لیے تیار ہو جاتی ہے اسی طرح ایک عورت پہلے کسی مرد سے ناجائز تعلق قائم کرتی ہے اور پھر عدالت کے ذریعے پہلے خاوند سے خلع لے کر اس سے نکاح کر لیتی ہے اور ہمارا عدالتی نظام بھی ایسا ہے کہ وہ بغیر سوچے سمجھے اور تحقیق کیے اس عورت کو خلع بھی دیتی ہے اور اسے کورٹ میرج کی اجازت بھی جس کی وجہ سے خاندان میں نفرتیں بڑھ رہی ہیں اور پورے سماج کا امن تباہ ہو رہا ہے لہذا اپنے سماج کو اس اضطراری حالت سے نکالنے کا ایک ہی حل ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے سماج کی فلاح و بہبود، خوشحالی اور امن وامان کے لیے اٹھائے گئے تمام اقدامات کو اختیار کریں تا کہ ہمارا سماج بھی نبوی سماج کی طرح ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے خوشحالی کا گہوارہ بن جائے۔

۳۔ ماحولیاتی آلودگی سے متعلق تعلیمات نبوی ﷺ اور عصری تطبیق:

اسلام نے نہ صرف روحانی ناپاکی کو ختم کرنے کے لیے تعلیمات دیں بلکہ اسکے ساتھ ساتھ ماحول کا صاف ستھرا رکھنے کو ایمان کا جزء قرار دیا۔ گزر گاہوں کو صاف رکھنے کی تلقین کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پہ لعنت بھیجی جو لوگوں کے گزرنے کی جگہوں اور سایہ دار درختوں میں قضائے حاجت کرے۔ بلکہ رستے میں پڑی کسی رکاوٹ یا چیز جو دوسروں کے لیے اذیت کا سبب بنتی ہے، اسے ہٹانے کو ایمان کی شاخ قرار دیا۔ کھڑے ہوئے پانی میں پیشاپ کرنے سے منع فرمایا۔ حتی کہ پینے کے پانی میں سانس لینے اور پھونک مارنے سے منع کیا تا کہ پانی میں کسی قسم کی گندگی شامل نہ ہو جائے۔ ہوا کو آلودہ ہونے سے بچانے کے لیے شجر کاری کی اہمیت کو واضح کیا اور درخت لگانے کو صدقہ قرار دیا۔

ہمارے سماج میں یہ بات تو کی جاتی ہے کہ صفائی ایمان کا حصہ ہے اور اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے گھروں کی صفائی کا تو بہت اہتمام کیا جاتا ہے مگر اپنے گلی، محلے اور علاقے حتی کہ ملکی سطح پر ماحول کو صاف رکھنے میں معذور نظر آتے ہیں رستوں سے کچھ ہٹا کر رستہ صاف کرنے کی بجائے خود رستے میں گند وغیرہ پھینکنے میں ملوث ہیں۔ سکول و کالج یا کوئی بھی عوامی جگہیں ایسی نظر نہیں

آتیں جہاں کوڑے کے ڈھیر نہیں لگے ہوتے ماحول کو آلودہ کرنے والے بھی اسی سماج کا حصہ ہیں مگر ان کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں اور انہیں اس بات کا کبھی احساس تک پیدا نہیں ہوا کہ ہم خود ہی اپنے ماحول کو آلودہ کرنے میں ملوث ہیں جس سے نہ صرف دوسروں کی صحت متاثر ہو گی بلکہ ہماری بھی ہو گی۔ درختوں کو لگانے کی بجائے تیزی سے کاٹا جا رہا ہے جس کی وجہ سے فضا بھی آلودہ ہوتی جا رہی ہے۔ فیکڑیوں کا دھواں فضاء کو متاثر کر رہا ہے۔ صفائی ستھرائی کا خیال رکھنے کے لیے بہت سے قانون تو بنائے جاتے ہیں مگر ان پر عمل نظر نہیں آتا اگر ہم اپنے ساتھ اور اپنے سماج کے ساتھ مخلص ہیں اور ہر ایک کو آلودہ ماحول سے بچا کر صاف ستھرا ماحول دینا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں بھی حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا ہو گا۔

عدل و انصاف سے متعلق تعلیمات نبوی ﷺ اور عصری تطبیق:

آپ ﷺ نے معاشرے کے امن و سکون کے لیے عدل کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے عمل کر کے دکھایا۔ اسلام سے قبل جاہلیت میں ایسے ہی ہوتا تھا کہ طاقت ور جرم کی سزا سے بچ جاتا اور کمزور کو سزا دی جاتی۔ رسول اللہ ﷺ انصاف کرتے ہوئے جب کوئی جرم کرتا تو سزا میں کسی کے مال و طاقت کی وجہ سے کمی نہ کرتے۔ حتیٰ کہ آپ نے یہ بھی فرمادیا کہ اگر میری بیٹی بھی کوئی جرم کرتی ہے تو اسے بھی سزا دی جائے گی۔

مسلم کمیونٹی کی بات کی جائے تو ہمیں بہت کم شعبوں میں عدل و انصاف کی جھلک نظر آتی ہے۔ ہمارے سماج میں تو یوں بھی عدل انصاف کا گلہ گھونٹا جاتا ہے کہ بلوچستان میں ایک ایم۔پی۔اے سرے عام پولیس اہلکار کو گاڑی کے نیچے روند کر قتل کرتا ہے اور چند مہینوں بعد ضمانت اور پھر باعزت بری ہو کر وکٹری کا نشان بنا کر پاکستان کے عدالتی نظام کے منہ پر زور دار طمانچہ مارتا ہے ایک خاتون کراچی جیسے تاریخی شہر میں نشے کی حالت میں موٹر سائیکل پر سوار کئی لوگوں کو گاڑی کی ٹکر مارتی ہے اور باپ بیٹی کی قاتلہ بن کر عدالت میں پیش ہوتی ہے مگر انصاف کی کرسی پر بیٹھے معزز جج صاحبان اسے بھی بری کر دیتے ہیں یہ تو صرف دو مثالیں ہیں جبکہ ناانصافیوں کی تو لمبی داستان ہے جس کو پوری طرح احاطہ تحریر میں بھی نہیں لایا جا سکتا۔ ہمارے سماج کا ایک ہی نعرہ ہے جس کی لاٹھی اس کی بھینس اگر اس سماج کو سنوارنا ہے تو اس کے لیے تعلیمات نبوی ﷺ کو اپنانا ہو گا ورنہ نسل در نسل ہم یوں ہی ظلم و ستم اور ناانصافیوں کی چکی میں پستے رہیں گے۔

حوالہ جات

[1] القرآن، الحجرات 13:49

[2] الحجرات 13:49

[3] البانی، ناصر الدین، غایۃ المرام فی تخریج الحدیث الحلال والحرام، المکتب الاسلامیہ، دمشق، 1980ء، رقم الحدیث:313

[4] بخاری، الجامع الصحیح، کِتَابُ تَفْسِيرِ القُرْآنِ (بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى: {فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ}[البقرۃ:22])، رقم الحدیث:4477

[5] الانعام 151:6

[6] بخاری، الجامع الصحیح، کِتَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ (بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا)، رقم الحدیث:527

[7] بخاری، الجامع الصحیح، کِتَابُ الِاسْتِئْذَانِ (بَابُ مَنْ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ)، رقم الحدیث:6273

[8]ترمذی، السنن، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي حَقِّ الْجِوَارِ، رقم الحدیث:1943

[9]بخاری، الجامع الصحیح، کِتَابُ الأَدَبِ (بَابٌ: لَيْسَ الوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ)، رقم الحدیث:5991

[10]بخاری، الجامع الصحیح، کِتَابُ الإِيمَانِ (بَابٌ: المُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ المُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)، رقم الحدیث:10

[11]مسلم، الجامع الصحیح، کِتَابُ الْإِيمَانِ (بَابُ بَيَانِ أَنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ)، رقم الحدیث:55

[12]بخاری، الجامع الصحیح، کِتَابُ الجِزْيَةِ (بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا بِغَيْرِ جُرْمٍ)، رقم الحدیث:3166

[13]النحل16:59،58

[14]میاں محمد جمیل ایم اے، فہم القرآن، لاہور: ابوہریرہ اکیڈمی، 2008ء، ج:3، ص:74

[15]ترمذی، السنن، کتاب البر الصلۃ، باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات الاخوات، رقم الحدیث:1913

[16]النساء4:7

[17]مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحہ، رقم الحدیث3649

[18]ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، السنن، الریاض: دار السلام، 1999ء، کتاب النکاح، باب فی حق المرأۃ علی زوجھا، رقم الحدیث2142

[19]مسلم، الجامع الصحیح، کِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ (بَابُ اسْتِحْبَابِ الْعَفْوِ وَالتَّوَاضُعِ)، رقم الحدیث:2588

[20]ترمذی، السنن، أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بَابُ مَا جَاءَ فِي الإِحْسَانِ إِلَى الْخَدَمِ)، رقم الحدیث:1945

[21]مسلم، الجامع الصحیح، کِتَابُ الْعِتْقِ، باب فَضْلِ الْعِتْقِ، رقم الحدیث:3795

[22]مسلم، الجامع الصحیح، کتابالقسامۃ والمحاربین والقصاص والدیات، باب تغلیظ تحریم الدماء والاعرض والاموال، رقم الحدیث:4383

[23]المائدہ5:23

[24]ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ بن ماجہ، السنن، الریاض: دار السلام 1999ء، کتاب الفتن، باب حرمۃ دم المؤمن ومالہ، رقم الحدیث:3932

[25]ترمذی، سنن الترمذی، ابواب الایمان عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء المسلم من سلم المسلون من لسانہ ویدہ، رقم الحدیث:2627

[26]الاحزاب33:58

[27]ترمذی۔ السنن، أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِيَانَةِ وَالْغِشِّ)، رقم الحدیث:1940

[28]مسلم، الجامع الصحیح، کِتَابُ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، باب فَضْلِ الِاجْتِمَاعِ عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَعَلَى الذِّكْرِ، رقم الحدیث:2699

[29]بخاری، الجامع الصحیح، کِتَابُ الدِّيَاتِ (بَابُ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ)، رقم الحدیث:6882

[30]النساء4:23

[31]بخاری، الجامع صحیح، کتاب النفقات، باب المرضع من المو الیات وغیرھن، رقم الحدیث:5372

[32]بخاری، الجامع صحیح، کتاب النفقات، باب المرضع من المو الیات وغیرھن، رقم الحدیث:5372

[33]توبہ9:108

[34]مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الطھارۃ، باب فضل الوضوء، رقم الحدیث:534

[35]مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الطھارۃ، باب النھی عن التخلی فی الطرق والضلال، رقم الحدیث:618

[36]مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان وافضلھا وادناھا، وفضیلۃ الحیاء وکونہ من الایمان، رقم الحدیث:153

[37] مسلم، الجامع الصحیح، كِتَابُ الطَّهَارَةِ، بَابُ النَّهْيِ عَنِ البَوْلِ فِي المَاءِ الرَّاكِدِ، رقم الحدیث: 655

[38] الواقعہ 72:56

[39] بخاری، الجامع الصحیح، كِتَابُ المُزَارَعَةِ (بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالغَرْسِ إِذَا أُكِلَ مِنْهُ)، رقم الحدیث: 2320

[40] النحل 90:16

[41] نسائی، احمد بن شعیب، السنن الکبری، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ 2001، كِتَابُ قَطْعِ السَّارِقِ ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ الزُّهْرِيِّ فِي الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ، رقم الحدیث: 4901